سید امتیاز علی تاج کے غیر مطبوعہ اسٹیج ڈرامے "اف یہ بیویاں" کا تنقیدی تجزیہ

CRITICAL ANALYSIS OF IMTIAZ ALI TAJ'S DRAMA "UFF YE BIWIAN"

ڈاکٹر محمد نوید[1] ؍ ڈاکٹر طاہرہ صدیقہ**

Abstract:

Syed Imtiaz Ali Taj provided the Pakistani Urdu stage drama with a rich tradition of translations. He translated many classical Western plays in Urdu. Among them are plays by Shakespeare, Allan Edgar Poe, Oscar Wilde and George Bernard Shaw. The translated plays were for radio.Few plays were staged and published, but one play, "Uff Yeh Biwian", is unpublished. This paper is based on a critical review of that unpublished play.

Key Words: Pakistan Al Hamra Arts Council, Unpublished Drama, Tradition of Translations of Western Classical Dramas, Three Chapter Drama, Technique, Characterization.

کلیدی الفاظ: پاکستان الحمرا آرٹس کونسل، غیر مطبوعہ ڈرامہ، مغربی کلاسیک ڈراموں کے تراجم کی روایت، سہ بابی ڈرامہ، تکنیک، کردار نگاری۔

ممتاز اُردو ڈرامہ نگار امتیاز علی تاج کے نام کے بغیر اُردو ڈرامہ نگاری کا باب مکمل نہیں ہو سکتا۔اُن کے والد سیّد ممتاز علی مصنف اور رسالہ " حقوق نسواں " کے بانی مدیر تھے اور اُن کی والدہ بھی مضمون نگار تھیں۔امتیاز علی تاج کو بچپن سے ہی ادب اور ڈرامے کے فن سے خاص رغبت تھی، جو کہ اُنھیں اُن کے والدین سے وراثت میں عطا ہوئی تھی۔اُن کی تخلیقی، تدوینی اور اشاعتی کاموں سے دلچسپی کا واضح اظہار تب ہوا جب اُنھوں نے اٹھارہ برس کی عمر میں ایک ادبی رسالہ کہکشاں جاری کیا جو دو برس بعد بند کر دیا گیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں دورانِ تعلیم محض بائیس برس کی عمر میں اُنھوں نے اپنا شہرہ آفاق ڈرامہ " انار کلی " تحریر کرنا شروع کر دیا تھا مگر اس کی اشاعت کے لیے اُنھیں دس برس انتظار کرنا پڑا۔اس ڈرامے کے اسٹیج نہ ہو سکنے کی وجہ "انار کلی" کے دیباچے میں امتیاز علی تاج نے بیان کی:

> "میں نے انار کلی ۱۹۲۲ء میں لکھا تھا۔اس کی موجودہ صورت میں تھیٹروں نے اسے قبول نہ کیا۔جو مشورے ترمیم کے لیے انھوں نے پیش کیے انھیں قبول کرنا مجھے گوارا نہ ہوا۔"(۱)

اُس زمانہ میں تھیٹریکل کمپنیاں روایتی عناصر محبت، موسیقی، مزاح، محبت کی مثلث، جذباتی مناظر، بلند آہنگ اور طویل مکالموں سے مملو عناصر پر مبنی ڈرامے اسٹیج کرتی تھیں۔آغا حشر کاشمیری نے بھی تھیٹریکل کمپنیوں کے تقاضوں کے پیشِ نظر تجارتی مقاصد کے تحت ڈرامے تحریر کیے۔ حکیم احمد شجاع غالباً اُردو کے اولین ڈرامہ نگار تھے جنھوں نے خالصتاً ادبی ڈرامے تخلیق کیے۔امتیاز علی تاج نے مغربی ڈرامہ نگاری کا زیرک نگاہی سے مطالعہ کیا تھا لہٰذا وہ اُردو اسٹیج ڈرامے کے باب میں تبدیلی کے خواہاں تھے اور اس ضمن میں اُنھوں نے تھیٹریکل کمپنیوں کا دباؤ بھی برداشت کیا۔امتیاز علی تاج نے انار کلی شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ بہت تیزی سے مقبول ہوا۔اگرچہ اسے بعد میں اسٹیج کیا گیا اور سراہا گیا۔اس ڈرامے سے امتیاز علی تاج اُردو ڈرامہ نگاری کے میدان میں ممتاز مقام کے حامل قرار پائے۔اُنھوں نے کئی ڈرامے ریڈیو اور اسٹیج کے لیے لکھے پھر فلم کے اسکرپٹ بھی تحریر کیے۔

---

[1] صدرِ شعبہ اردو و علاقائی زبانیں، قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی، گلگت بلتستان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، کنیئرڈ کالج فار ویمن یونیورسٹی، لاہور

امتیاز علی تاج نے بطور نقاد، مدیر اور مدّون تیس جلدوں پر مشتمل کلاسیک اُردو اسٹیج ڈراموں کی اشاعت کے نہایت قابل فخر سلسلے کا آغاز کیا۔ اُن کی وفات کے وقت ان میں سے سات عدد جلدیں شائع ہو چکی تھیں، جن میں تقریباً ایک سو ڈرامے تھے۔ ان جلدوں میں کلاسیک ڈراموں کی محض اشاعت ہی نہیں کی گئی بلکہ ان کا تعارف اور تشریحات بھی شامل ہیں۔ صرف واحد یہ ایک کارنامہ ہی امتیاز علی تاج کی اُردو زبان وادب اور ڈرامہ نگاری کے ضمن میں بڑی خدمت ہے اور اس بنا پر اُنھیں اُردو ادب میں نمایاں مقام حاصل ہے۔

امتیاز علی تاج نے بہت سے مغربی کلاسیک ڈراموں کو اُردو کے قالب میں ڈھالا، جن میں شیکسپیئر، ایڈ گرایلن پو، آسکر وائلڈ اور جارج برنارڈ شا کے ڈرامے شامل ہیں۔ یوں امتیاز علی تاج کا ایک اور بڑا ادبی کارنامہ یہ ہے کہ اُنھوں نے پاکستانی اُردو اسٹیج ڈرامے کو تراجم کی نہایت پختہ روایت بخشی۔ اُردو اسٹیج ڈرامے کے حوالے سے امتیاز علی کے تحقیقی و تنقیدی مضامین اردو سٹیج ڈرامے کی تحقیق و تنقید کے سلسلے میں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک اچھے مترجم کے طور پر انھوں انگریزی زبان کے یک بابی ڈراموں کے بہترین ترجے بھی کیے جنھیں کے ریڈیو کے علاوہ سٹیج پر بھی پیش کیا گیا اور ان ڈراموں کی وجہ سے اردو سٹیج ڈرامہ فنی اور فکری طور پر مضبوط روایت قائم کرنے میں کامیاب رہا۔ قیام پاکستان کے بعد اردو سٹیج ڈرامے کو پاکستانی سٹیج ڈرامے کے طور پر شناخت دینے میں سید امتیاز علی تاج کا کردار بہت اہم ہے۔ اس سے اردو سٹیج ڈرامے کی نشو و نما ممکن ہوئی۔ ریڈیو کے لیے لکھے جانے والے وہ ڈرامے جو بعد میں سٹیج پر بھی پیش ہوئے ان، میں " میرا قاتل" (فروری ۱۹۵۷ء)، "باکس اور کاکس" (فروری ۱۹۵۷ء) اور "گونگی جورو" (نومبر ۱۹۵۷ء) شامل ہیں جنھیں بعد میں کتابی شکل میں شائع بھی کیا گیا لیکن ان کا ایسا ڈرامہ بھی دستیاب ہوا جو کہ ریڈیو کے لیے لکھا گیا تھا لیکن امتیاز علی تاج کا نو دریافت شُدہ غیر مطبوعہ کھیل "اف یہ بیویاں" برٹش ڈرامہ نگار سینٹ جان ایمائل کلیورنگ ہینکن (St. John Emile Clavering Hankin) کے کھیل دو مسٹر ویدر بیس (The Two Mr Wetherbys) کا آزاد ترجمہ ہے۔ سینٹ جان ہینکن ۲۵ ستمبر ۱۸۶۹ء کو انگلینڈ میں پیدا ہوا اور ۱۵ جون ۱۹۰۹ء میں وفات پائی۔ سینٹ جان ہینکن کا مذکورہ کھیل ۱۹۰۳ء ہیں یورپ میں سٹیج پر پیش کیا گیا۔ فنی و فکری اعتبار سے یہ کھیل نہایت عمدہ ہے۔ امتیاز علی تاج نے ترجمہ کرنے کے لیے اس کا انتخاب کرتے ہوئے اس کی کھیل مقبولیت اور اہمیت کو پیش نظر رکھا۔[۲]

راقم کے پیش نظر امتیاز علی تاج کا ترجمہ کردہ کھیل "اُف یہ بیویاں" کا ٹائپ شدہ سکرپٹ ہے جو کہ پوری تقطیع کے ستر صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سکرپٹ کے ابتدائی صفحات موجود نہیں ہیں۔ موجودہ صورت میں یہ مسودہ پہلے منظر سے شروع ہوتا ہے۔ اس صفحہ پر ہاتھ سے ڈرامے کا عنوان لکھا ہوا ہے اس کے ساتھ ہی ڈرامہ نگار کا نام بھی درج ہے۔ اسی طرح اس سکرپٹ کے آخری صفحات بھی مکمل نہیں ہیں۔ اس ڈرامے کے ایک سکرپٹ کا ذکر ڈاکٹر محمد سلیم ملک نے بھی اپنے ایک مضامین کیا ہے امکان ہے کہ یہ وہ ہی سکرپٹ ہو۔ ڈاکٹر محمد سلیم ملک اس سکرپٹ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "اُف یہ بیویاں کا مسودہ راقم الحروف کو " الحمر آرٹ سنٹر لاہور" کی لائبریری سے دست یاب ہوا ہے۔"[۳]

الحمرا لاہور آرٹس کونسل کی لائبریری میں " اف یہ بیویاں" کا یہ واحد نسخہ ہے اس کے علاوہ کوئی فوٹو کاپی، ٹائپ شدہ یا قلمی مسودہ موجود نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہ اسی مسودہ کو سلیم ملک نے دیکھا ہو جس کا ذکر انھوں نے اپنے مضمون میں کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد سلیم ملک اس ڈرامے سے متعلق مزید لکھتے ہیں:

> "سیّد امتیاز علی تاج کا معروف سہ بابی ڈرامہ "اُف یہ بیویاں" گھریلو نوع کا طربیہ ہے، جو شیخ برادران کے نام سے، ۱۴ فروری ۱۹۴۱ء کو لاہور کے ریڈیو اسٹیشن سے پہلی بار نشر ہوا، بعد ازاں یکم مئی ۱۹۴۲ء کو دوسری بار اور ۶ ستمبر ۱۹۵۸ء کو تیسری بار نشر ہوا۔"[۴]

الحمرا آرٹس کونسل لاہور میں منعقدہ مختلف تقریبات اور پیش کردہ پروگرامز سے متعلق سالانہ رپورٹ شائع کی جاتی تھی۔ اس رپورٹ

میں امتیاز علی تاج کے اس کھیل سے متعلق درج ہے کہ:

> ''سیّد امتیاز علی تاج (صدارتی تمغۂ برائے حسن کارکردگی) کا لکھا ہوا کھیل ''اف یہ بیویاں'' زیرِ ہدایات نعیم طاہر، پاکستان ڈرامہ لیگ نے پاکستان آرٹس کونسل کے زیرِ اہتمام ۲۶ مئی کو پیش کیا۔ حصہ لینے والے فنکاروں کے نام یہ ہیں: محمد قوی، کوکب افضل، یاسمین طاہر، شیر علی، ناہید رانا، علی اعجاز، خالد سعید بٹ اور نذیر ضیغم۔''(۵)

۱۹۶۸ میں لاہور کے سٹیج سے وابستہ فنکاروں نے ایک ''پاکستان ڈرامہ لیگ'' بنائی۔ ان فنکاروں میں محمد قوی خان، یاسمین طاہر اور خالد سعید بٹ وغیرہ شامل تھے۔ انھوں نے کچھ کھیل پیش کیے ان کے پیش کردہ کھیلوں میں سید امتیاز علی کا مذکورہ کھیل بھی پیش کیا گیا۔

شیخ برادران کا ایک مسودہ ریڈیو پاکستان اسلام آباد کے سینٹرل پروڈکشنز یونٹ سے دستیاب ہوا ہے، جسے ریڈیو کے کسی نقل نویس کے ابتر املا اور آڑی ترچھی سطور نے خاصا بصارت خراش بنا دیا ہے۔ یہ مسودہ پنسل سے تحریر کردہ، پوری تقطیع کے ترپن صفحات پر مشتمل ہے، جس کے کئی صفحات پر سیّد امتیاز علی تاج کے ذاتی قلم سے تصحیح کے علاوہ اول صفحے پر دستخط بھی موجود ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ڈرامہ نگار سیّد امتیاز علی تاج کا اصلاح شُدہ مسوّدہ ہے۔(۶) اس مسودے میں ترکی کی جدوجہد، یورپ اور جنگ بلقان کا ذکر اور ایک کردار زبیدہ کے آل انڈیا لیڈیز لیگ کے رکن ہونے کا بیان یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ مسودہ قیامِ پاکستان سے قبل تحریر کیا گیا ہوگا یا قیامِ پاکستان سے قبل کے پس منظر میں تحریر کیا گیا ہوگا۔

امتیاز علی تاج نے بعد ازاں اس کھیل کو اسٹیج کے تقاضوں کے مطابق از سرِ نو تحریر کیا اور اس کا عنوان '' اُف یہ بیویاں'' رکھا۔ ابتدا میں امتیاز علی تاج نے اس کھیل '' شیخ برادران'' کے عنوان سے غالباً ۱۹۴۲ء میں ریڈیو میں نشر کرنے کی غرض سے تحریر کیا تھا بعد ازاں ستائیس برس بعد ۱۹۶۸ء میں اسے '' اُف یہ بیویاں'' کے نام سے اسٹیج کی ضروریات کے تحت دوبارہ تحریر کیا گیا۔ اس کھیل کے بعد امتیاز علی تاج کا کوئی اور سہ بابی ڈرامہ دست یاب نہیں اور اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ۱۹ اپریل ۱۹۷۰ء میں اُن کا ناگہانی انتقال ہو گیا۔ لہٰذا یہ نودریافت شُدہ غیر مطبوعہ کھیل امتیاز علی تاج کا آخری سہ بابی ڈرامہ قرار پاتا ہے۔

''شیخ برادران'' اور موجودہ صورت '' اُف یہ بیویاں'' کے متون کا جائزہ لیا جائے تو '' اُف یہ بیویاں'' کے متن میں کئی طرح کی تبدیلیاں دکھائی دیتی ہیں۔ '' شیخ برادران'' میں دو کردار پھوپھی اور عابد اپنے منطقی انجام کو نہ پہنچ سکے کہیں بیچ ڈرامے میں ہی گم ہو گئے حالانکہ ڈرامے کا فنی تقاضہ تھا کہ تمام کردار اپنے انجام تک پہنچتے۔ ''اُف یہ بیویاں'' کے مسودے میں یہ دونوں کردار ڈرامے کے آخیر تک موجود ہیں۔ ''شیخ برادران'' چونکہ بنیادی طور پر ریڈیو کے لیے لکھا گیا تھا لہٰذا مناظر کی تفصیل ایک آدھ سطر میں نمٹا دی گئی ہے مگر ''اُف یہ بیویاں'' کے عنوان کے تحت جب اسے دوبارہ تحریر کیا گیا تو اس میں اسٹیج کے تقاضوں کے تحت تبدیلی کی گئی اور مناظر کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔ نمونہ مُلاحظہ کیجیے:

> ''سلیم کے مکان میں کھانا کھانے کا کمرہ۔ رات کا وقت۔ کھانا تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اسٹیج کے درمیان میں میز ہے، جس پر پھوپھی فہمیدہ یوں بیٹھی ہیں کہ چہرہ حاضرین کی طرف ہے۔ میز کے ایک جانب سلیم اور دوسری جانب ہارون ہے۔ تماشائیوں کی جانب کا رُخ خالی ہے۔ کمرہ مروجہ نیم شہری طرز پر آراستہ ہے۔ پھوپھی کے پیچھے دریچے جن پر پردے ٹنگے ہیں۔ ہارون کے، پیچھے سائیڈ بورڈ۔ سلیم کے پیچھے آتش دان، جس کے دونوں جانب چمڑے کی دو آرام کرسیاں۔ بائیں ہاتھ کا دروازہ ہال کمرے میں جاتا ہے۔ دائیں ہاتھ اوپر کی منزل کی سیڑھیاں۔ بیرا پڈنگ دے رہا ہے۔ سلیم پریشان اور اکتایا ہوا سا ہے۔ سر ہلا کر پڈنگ لینے سے انکار کر دیتا ہے۔''(۷)

اسی طرح ایک اور مقام پر '' شیخ برادران'' میں ہارون اور سلیم جب تماشے سے لطف اندوز ہو کر رات گئے گھر لوٹتے ہیں تو ریحانہ یہ سمجھ کر کہ یہ علامہ بقا سے مل کر آئے ہیں، استفسار کرتی ہے کہ خوب رہی علمی بحث مگر '' اُف یہ بیویاں'' میں اسٹیج کی ضروریات کے تحت میاں

بیوی کے مکالموں میں اضافہ کر دیا گیا ہے، جس سے صورت حال زیادہ دلچسپ ہو جاتی ہے۔ کئی مقامات پر جگہوں کے نام تبدیل کر دیے گئے ہیں جیسا کہ ''شیخ برادران'' میں ہارون نامی کردار لاہور ڈنکا سنگھ بلڈنگ میں جبکہ ''اُف یہ بیویاں'' میں میکلوڈ روڈ کے ایک فلیٹ میں رہائش پذیر ہے۔ ''شیخ برادران'' میں ہارون سلیم کو تماشاد کھانے کی غرض سے کراؤن تھیڑ اور ''اُف یہ بیویاں'' میں فلیٹیز ہوٹل لے کر جاتا ہے۔اسی طرح ''شیخ برادران'' میں سلیم پھوپھی کو ڈیرہ دون جبکہ ''اُف یہ بیویاں'' میں چاٹگام جانے کی صلاح دیتا ہے۔چونکہ اول مسودے اور ''اُف یہ بیویاں'' کے درمیان ستائیس برس کا عرصہ ہے لہٰذا دونوں ڈراموں میں کئی واقعات کا عرصہ اور نہ صرف مقامی بلکہ عالمی سیاسی منظر نامہ بھی بدلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جیسے ''شیخ برادران'' میں عابد ڈھاکے کے مسلمانوں کے لیے چندہ اکٹھا کرتا ہے تو ''اُف یہ بیویاں'' ہیں مصری مسلمانوں کی امداد کے لیے اپیل کرتا ہے جو یہودیوں کی بمباری کے نتیجے میں تباہ ہوئے۔ پھر ''شیخ برادران'' میں سلیم پھوپھی کو اخبار میں ترکی، یورپ اور بلقان کی خبریں پڑھ کر سناتا ہے مگر ''اُف یہ بیویاں'' میں ڈھاکے میں حزبِ اختلاف کے اُمیدواروں کی کاروائیوں کی خبریں ملتی ہیں۔اسی طرح کئی انجمنیں اور ادارے بھی تبدیلی کی زد سے نہیں بچ سکے جیسا کہ ''شیخ برادران'' میں زبیدہ آل انڈیا لیڈیز لیگ کی رُکن تھی اور ''اُف یہ بیویاں'' میں انجمن تحفظ حقوق مسلمات کی سیکریٹری بنادی گئی ہے۔اسی طرح انجمن اصلاح رسوم کو انجمن مہاجرین فلسطین اور انجمن بیوگان کو قصر استقلال سے بدل دیا گیا ہے تو دیہات سدھار کو خدامِ ملت سے اور ہسٹاریکل سوسائٹی کو شیخ کانفرنس سے بدل دیا گیا ہے۔

اسی قسم کی کئی اور تبدیلیاں بھی دکھائی دیتی ہیں جیسے شیخ برادران میں سلیم اور عابد رشتہ دار ہونے کی بنا پر صلح کر لیتے ہیں مگر اُف یہ بیویاں میں عابد کو زبیدہ کی جانب سے ثالث اور سلیم کو ہارون کی جانب سے ثالث مقرر دکھایا گیا ہے۔ شیخ برادران میں ریحانہ سلیم کو جیکٹ اور اُف یہ بیویاں میں ڈریسنگ گاؤن لا کر دیتی ہے۔ شیخ برادران میں ہارون بعد از بعام پھوپھی کو اخروٹ پیش کرتا ہے جبکہ اُف یہ بیویاں میں مونگ پھلی کھانے کے لیے دیتا ہے۔

''اُف یہ بیویاں'' تین ایکٹ کا ڈرامہ ہے، جس کے پہلے اور تیسرے باب میں ایک ایک اور دوسرے باب میں دو منظر ہیں۔اول باب دوپہر کے کھانے کے بعد، دوسرا شام کے کھانے کے بعد اور تیسرا اگلی صبح ناشتے کے بعد کے وقت کو ظاہر کرتے ہیں۔یوں یہ ڈرامہ قریب اٹھارہ گھنٹے یا سورج کی تین چوتھائی گردش کے واقعات تک محیط ہے۔وحدتِ مکاں کے اوعتبار سے پہلا، تیسرا اور چوتھا منظر، ڈرائنگ روم میں واقع ہوئے ہیں۔یعنی چاروں منظر ایک گھر کے ایک ہی کمرے میں واقع ہوئے ہیں۔یہ زمانی سُکڑاؤ اور مکانی تحدید اس ڈرامے کو یک بابی ڈرامے کی تکنیک سے قریب کر دیتی ہے۔یوں یہ ڈرامہ سادہ سیٹ، چند اداکاروں اور تھوڑے سے ساز و سامان کے ساتھ باآسانی اسٹیج کیا جاسکتا ہے۔اس ڈرامے میں تصادم کو ایک منطقی انداز میں آہستہ آہستہ اُبھارا گیا ہے، جس سے کرداروں کی کشمکش اور اختلافات ڈرامے کے آخر تک اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔

''اُف یہ بیویاں'' طنز و مزاح سے پور ڈرامہ ہے۔اس ڈرامے میں گھریلو زندگی سے متعلق معمولی واقعات اور اختلافات موضوع بناتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ بظاہر یہ معمولی نوعیت گھریلو معاملات رفتہ رفتہ کیسے گھریلو زندگی کی خوشیاں ختم کر دیتے ہیں۔میاں بیوی کے اختلافات کیسے طلاق کا سبب بنتے ہیں۔اس ڈرامے میں اصلاحی پہلو کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے کہ کیسے گھریلو زندگی کو خوش گوار رکھنا چاہیے اور اگر معاملات سنبھل نہ پائیں تو خواتین کو طلاق لینے کا حق دیا جائے تاکہ وہ چاہیں الگ ہو سکیں۔

اس کھیل کا پلاٹ سادہ ہے کھیل کا مرکزی نسوانی کردار زبیدہ ہے جو کہ ہارون کی بیوی ہے۔اس کے ساتھ اس کی بہن ریحانہ ہے جو کہ ہارون کے بھائی سلیم سے بیاہی گئی ہے۔زبیدہ اور ہارون معمولی معمولی باتوں پر آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں ان کے اختلافات بہت زیادہ ہو جاتے ہیں تو۔زبیدہ گھر چھوڑ کر ماڈل ٹاون اپنی بہن ریحانہ کے بنگلے کے قریب ایک مکان کرائے پر لے کر رہنے لگتی ہے۔اسی دوران عابد کے ذریعے یونین

کونسل کے چیئر مین کی مدد سے ہارون سے طلاق لینے کا نوٹس بھجواتی ہے۔ چیئر مین زبیدہ اور ہارون کی صلح کے لیے ایک کمیٹی قائم کرتا ہے۔ جس میں ہارون کی طرف سے اس کا بھائی سلیم اور زبیدہ کی طرف سے اس کا ایک رشتہ دار عابد ثالث بنتے ہیں۔ عابد، زبیدہ اور ریحانہ کا دور کا کوئی رشتہ دار ہے۔ عابد کا کردار پینتیس برس کا سوکھا اور بے ڈھنگا انسان ہے، جو حماقتوں کی پوٹ دکھائی دیتا ہے۔ امتیاز علی تاج کو عابد کے کردار کو بہت سی صفات سے محروم رکھا ہے۔ عابد اپنی احساسِ کمتری پر قابو پانے کے لیے کئی طرح کی کوششیں کرتا ہے۔ وہ جلسوں میں جاتا ہے اور مختلف انجمنوں کی امدادی مہموں کے لیے چندے اکٹھے کرتا ہے۔ اس ضمن میں وہ اس قدر سخت ہے کہ اپنے مربی سلیم کو بھی معاف نہیں کرتا، جس کے دستر خوان پر پلتا آیا۔ وہ خود کو ملک و قوم کا سچا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ عابد زبیدہ کی طلاق کا حامی ہے تاکہ ثابت کر سکے کہ وہ مظلوم خواتین کی مدد کرتا ہے۔ عابد کی عمر رسیدہ پھوپھی ریحانہ کے گھر میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔ عابد مطلب برادری میں پھوپھی کا صحیح وارث ہے۔ وہ زبیدہ اور ہارون کی صلح کی مخالفت اس لیے کرتا ہے کہ زبیدہ کے دستر خوان پر اُس کی شکم پروری کا امکان باقی رہے۔ وہ پھوپھی کو اپنی مہربان اور محسن بتاتا ہے مگر اُسے گھر لے جانے کو تیار نہیں ہوتا۔

ہارون کا بھائی سلیم اپنے گھر میں ہارون اور زبیدہ کو مدعو کرتا ہے تاکہ ان کی صلح کروائی جا سکے۔ اس کے زبیدہ تیار بھی لیکن ہارون کو زبیدہ میں دل چسپی نہیں رہی۔ لہذا ان کی یہ ملاقات کسی نتیجے پر نہیں پہنچتی۔ البتہ ان دونوں کی صلح کروانے کے سلسلے میں سلیم اور ریحانہ کے درمیان بھی بعض غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور سلیم کی بیوی ریحانہ بھی طلاق مانگ لیتی ہے۔

اب ریحانہ بھی گھر چھوڑ کر کرائے کا مکان تلاش کرنا شروع کر دیتی ہے اس سلسلے میں وہ کسی پراپرٹی ڈیلر سے رابطہ کرتی ہے۔ اس دوران پراپرٹی ڈیلر کی جگہ چیئر مین آجاتا ہے۔ جو کہ زبیدہ کے جھگڑے سے حوالے آیا ہے لیکن ریحانہ سمجھتی ہے کہ یہ پراپرٹی ڈیلر میر صاحب ہیں۔ لہذا وہ مکان کے سلسلے میں باتیں کر کے ناک میں دم کر دیتی ہے۔ ریحانہ کے بعد چیئر مین زبیدہ سے ملاقات کرتا ہے۔ زبیدہ چیئر مین کو ہارون کا ملازم سمجھتی ہے اور ہارون کی کمزوریاں معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ چیئر مین کا کردار ڈرامے میں خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس نے ڈرامے کی صورت حال بہت دلچسپ بنا دی ہے۔ ریحانہ جب اسے کرائے کا مکان دلوانے والا میر صاحب سمجھ کر ڈانٹتی ہے، اس صورت حال میں چیئر مین کی بے بسی اور خود کلامی لطف اندوز کرتی ہے۔

اس کھیل کے دونوں مردانہ کردار مجموعی طور پر ایک جیسے گھریلو مسائل کا شکار ہیں۔ ہارون کا کردار زیادہ جاندار ہے۔ جبکہ سلیم کا کردار بہت کمزور ہے۔ گھریلو زندگی کے مسائل میں جس قدر ہارون کی دل چسپی ہے یا مختلف معاملات میں جیسے اس کا ردعمل سامنے آتا ہے سلیم کے کردار میں ایسی خوبیاں موجود نہیں ہیں۔ ان کرداروں کے ذریعے ڈرامہ نگار نے گھریلو طربیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کھیل میں یہ میسج دینے کی کوشش بھی کی گئی ہے کہ میاں بیوی کو گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے کیسے کوشش کرنی چاہیے تاکہ گھر کا ماحول پر امن رہ سکے۔ ہارون کی نسبت سلیم کے مالی حالات بہت بہتر ہیں زندگی کی تمام سہولتیں میسر ہیں لیکن میں امن و سکون نہیں ہے۔ اس ڈرامہ میں اس رجحان کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اج کے دور میں خواتین اپنے حقوق سے کس حد تک باخبر ہیں وہ کیسے طلاق جیسے مشکل فیصلے کو اپنا حق سمجھتے ہوئے اس کا تقاضہ کرتی ہیں۔ مثلاً زبیدہ کہتی ہے:

"زبیدہ: بیٹے! شکر کا مقام ہے کہ میری دونوں بھتیجیوں کو، ان کے نکاح نامے میں طلاق لینے کا حق تفویض کرا دیا تھا۔"(۸)

کردار نگاری کے حوالے سے اس کھیل میں ڈرامہ نگار نے بہت محنت کی ہے اور اپنے کرداروں کو نہایت دل چسپ بنایا ہے۔ ان کرداروں کے مکالمات ان کے کردار کے نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کے انداز بیان، لب ولہجہ، رہن سہن اور سوچ سے بخوبی اندازلگایا جا سکتا ہے کہ یہ کردار پاکستانی شہری معاشرے کے کردار ہیں۔ اس کھیل کرداروں پر روشنی ڈالتے ہوئے روزنامہ "کوہستان" کے کالم نگار احسان لکھتے ہیں:

"یہ ترجمہ یقیناً نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ کسی دوسری زبان کے ڈرامے کا اردو میں کوئی ایسا "ترجمہ" ممکن ہی نہیں جو ترجمے کی حیثیت سے ہمارے معاشرے کی کہانی بن جائے اور جیسے ہم اپنی زندگی کے ایک واقعہ طور پر قبول کرکے اس میں دلچسپی لیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اخذ کرنے اور اس کے ذریعہ اپنے معاشرے کی تصویر پیش کرنے کی موجودہ کوشش پوری طرح کامیاب نہیں ہوئی۔ جن بیویوں پر تاج صاحب نے "اُف" کا نعرہ بلند کرکے اپنی اکتاہٹ کا اظہار کیا ہے انہیں پاکستانی بیوی کی حیثیت سے پہچاننے میں خاصی دقت ہوتی ہے۔ تاہم کھیل اپنی ذات میں اتنا دلچسپ ہے اور ایسی ہلکی پھلکی تفریح بہم پہنچاتا ہے کہ تماشائی اس قسم کی باریکیوں میں الجھے اور غرق دریا ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جاتا ہے کہ اگر ایسی بیویاں ہمارے معاشرے میں داخل ہو گئیں تو بڑی مضحکہ خیز ہوں گی۔"(۹)

اس کھیل کے مکالمے نہایت دلچسپ اور پر لطف ہیں۔ جن میں مزاح کی کفیت محسوس کرتے ہوئے ناظرین و قارئین داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کے ساتھ مضحکہ خیز صورت حال پیدا کرکے تضادات، کشمکش اور تصادم کو ایک منطقی انداز میں ابھارا گیا ہے۔ ڈرامہ نگار کا یہ آزاد ترجمہ زبان و بیان کی خوبیوں سے مالا مال ہے اور اس کا اسلوب ایسا ہے کہ اسے تخلیقی ترجمہ کہا جا سکتا ہے۔ اس کھیل میں ڈرامہ نگار نے بعض جگہ پر اردو محاورات کو اپنی مرضی سے استعمال کیا ہے جیسا کہ غیر مطبوعہ مسودہ کے صفحہ نمبر ۲۲ پر ہارون کہتا ہے "پر اتنا تو کھا لیا کرے، جتنا مثلاً آپ، بیماری کی حالت میں بھی، نوش فرمائے جا رہی ہیں"۔ اسی طرح مسودہ کے صفحہ نمبر ۶۲ پر زبیدہ کہتی ہے۔ "تو گویا آپ، جان بوجھ کر، میری آنکھوں میں خاک جھونکتے رہے۔" یہ ایسے محاورات ہیں۔ جنھیں درست کہنا آسان نہیں۔ کیونکہ اُردو میں اصل محاورہ "دُھول جھونکنا" ہے۔ اسی طرح "کھانا نوش جان فرمانا"، "پانی نوش فرمانا" یا "کھانا تناول فرمانا" مستعمل ہے۔ اس طرح اس کھیل میں بعض نسائی محاورات استعمال بھی زیادہ نظر آتا ہے۔ جیسا کہ زبیدہ کی پھوپھی کا تکیہ کلام ہے "یہ نیا فیشن مجھے ایک آنکھ بھاتا" کی تکرار سے بوریت نہیں ہوتی بلکہ ہر بار وہ کسی نئے جملے کے ساتھ اس کا استعمال مزاح پیدا کر دیتا ہے۔ مثلاً "مرنے جینے کی باتیں بے تکلفی سے کرنے کا یہ نیا فیشن مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا" (ص ۸) دونوں بھائیوں میں اتنا زیادہ فرق ہونے کا یہ نیا فیشن مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا" (ص: ۱۵)، " شوہروں کو جھٹ پٹ معاف کر دینے کا یہ نیا فیشن مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا" (ص: ۱۵)، " رات کھانے کے بعد خشک میوہ کھانے کا یہ نیا فیشن مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا" (ص: ۲۳) وغیرہ۔

اسی طرح اُردو کا نثری میلان عموماً قرینہ معروف کی جانب رہتا ہے جبکہ انگریزی نثر کا غالب رُجحان قرینہ مجہول کی طرف رہتا ہے۔ امتیاز علی تاج کے نثری اسلوب پر انگریزی زبان کا اثر غالب ہے لہٰذا بعض اوقات وہ اپنے اُردو کے جملوں کو انگریزی کی اتباع میں قرینہ مجہول کی جانب لے جاتے دکھائی دیتے ہیں:

"آپ تو یوں ہی بات کا بتنگڑ بنائے دے رہے ہیں۔" (ص ۲۴)

"یوں بانس پر چڑھا دیا جانا بھی عجیب تماشا کی بات ہے۔" (ص ۲۴)

"مجھے ہر گز معاف نہیں کیا جانا چاہیے۔" (ص ۷۲)

اس ڈرامے میں امتیاز علی تاج کی شخصیت کی جھلک بھی کہیں کہیں دکھائی دے جاتی ہے جیسے اُن کے باتیں کرنے کا ایک انداز یہ تھا کہ اپنے احباب کو بے تکلفی سے یا خود سے فروتر اصحاب یا اپنے ماتحتوں کو مربیانہ انداز سے مولانا کہہ کر پکارتے تھے۔ اُن کا یہ لسانی معمول کبھی کبھی اُن کی تحریر سے بھی ٹپک پڑتا ہے جیسا کہ "اف یہ بیویاں" کے درج ذیل مکالموں میں مولانا کا حرفِ تخاطب دیکھیے:

سلیم: "اجی مولانا! کچھ احتیاط کھانے پینے میں بھی کیا کیجیے۔" (ص ۸)

سلیم: "دیکھو تو ان مولانا کی تصویر۔" (ص ۱۹)

سلیم: "پیدائش کا خیال چھوڑو۔ وفات کا تردّد کرو مولانا۔" (ص ۸)

اسی طرح امتیاز علی تاج کے اپنے ذاتی خیالات اور معمولاتِ حیات میں سے چند کی جھلک اس ڈرامے میں دکھائی دیتی ہے جیسے وہ چہل قدمی کے عادی تھے تو اس مسودے میں چہل قدمی اور باغ میں جانے کا تذکرہ ملتا ہے۔اس کے علاوہ اُنھوں نے ۱۹۶۲ء میں اپنی صاحبزادی یاسمین طاہر کی شادی کے موقع پر اُن کے نکاح نامے میں طلاق کا حق تفویض کرایا تھا۔جب ۱۹۶۸ء میں اپنی بیٹی کی شادی کے چھے برس بعد ” اف یہ بیویاں“ لکھا تو اس میں پھوپھی کے ایک مکالمے سے یہ بات کچھ اس انداز سے جھلکتی ہے:

”فہمیدہ: بیٹے شکر کا مقام ہے کہ میری دونوں بھتیجیوں کو،ان کے نکاح نامے میں، طلاق لینے کا حق تفویض کرادیا گیا تھا۔“(ص ۵)

امتیاز علی تاج کا یہ غیر مطبوعہ ڈرامہ دو جوڑوں کی علیحدگی اور پھر ملاپ کی کہانی پر مبنی ہے۔ازدواج میں لڑائی جھگڑے اور بعدازاں صلح کا یہ موضوع امتیاز علی تاج کے ایک یک بابی ڈرامے سازش کی بھی یاد دلاتا ہے۔اس ڈرامے کی کہانی میں یہ مقصد پوشیدہ ہے کہ خانگی زندگی کو خوش اسلوبی سے گزارنا میاں بیوی دونوں کی مشترکہ ذمہ داری ہوتی ہے۔جہاں میاں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک خوش حال اور مطمئن ازدواجی زندگی کی خاطر اپنی بیوی کا مخلص اور ذمہ دار شریک حیات بنے وہیں بیوی کو بھی چاہیے کہ اپنے میاں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کی کوششیں نہ کرتی رہے بلکہ اُس کی جائز خواہشات اور مثبت سرگرمیوں کا احترام کرے وگرنہ ایک معمولی سی بات سے فوراً محبت کا کام تمام ہو سکتا ہے۔الحمرا آرٹس کونسل میں میں پیش کیے جانے ایسے کھیل جو اپنے مقبولیت اور دل چسپی کے سبب بار بار پیش ہوئے ان میں ایک کھیل بھی سر فہرست ہے یہ کھیل ۲۶ مئی ۱۹۶۸ء سے جون کے آخری ہفتے تک چلتا رہا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ امتیاز علی تاج،انار کلی، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ،۲۰۱۱ء، ص۲۱

2. St. John Emile Clavering Hankin - Wikipedia, the free encyclopedia.htm

۳۔ محمد سلیم ملک، اُف یہ بیویاں سیّد امتیاز علی تاج کے ایک ڈرامے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، مشمولہ: بازیافت، شمارہ:۳،لاہور: شعبہ اُردو پنجاب یونیورسٹی ،اورینٹل کالج،لاہور، ص۱۷۲

۴۔ محمد سلیم ملک، اُف یہ بیویاں سیّد امتیاز علی تاج کے ایک ڈرامے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، مشمولہ: بازیافت، شمارہ:۳، ص۱۷۱

۵۔ دفتری رپورٹ،الحمرا آرٹس کونسل لاہور، مخزونہ الحمرا لائبریری،لاہور،۶۷ء۔۱۹۶۸ء، ص۱۲۷

۶۔ امتیاز علی تاج، شیخ برادران، مسودہ مخزونہ،اسلام آباد: سینٹرل پروڈکشنز یونٹ،ریڈیو پاکستان

۷۔ ٹائپ شُدہ مسودہ ''اُف یہ بیویاں''(غیر مطبوعہ سکرپٹ)لاہور: مخزونہ،لاہور:الحمرا آرٹس کونسل،۱۹۶۸ء

۸۔ امتیاز علی تاج،اُف یہ بیویاں،(غیر مطبوعہ سکرپٹ) لاہور: مخزونہ الحمرا لاہور آرٹس کونسل لائبریری،۱۹۶۸ء، ص۵

۹۔ احسان،کالم نگار،روزنامہ کوہستان،لاہور: ۴جون۱۹۶۸ء